101405 - عورت كا خاندان كافر ہے اور خاوند نے بيوى كو حمل كى حالت ميں چھوڑ ديا اور اس كے اخراجات بھى برداشت نہيں كرتا

سوال

ميرا سوال ايك مشہور قضيہ كے بارہ ميں ہے وہ يہ كہ: جب معاشرہ والوں كو علم ہو جائے كہ خاوند نے اپنى بيوى كو حمل كى حالت ميں چھوڑ ديا ہے اور وہ بيوى كى مكمل طور پر مادى معاونت نہيں كرتا تو معاشرہ كے افراد كى ذمہ دارى كيا ہو گى.
كيونكہ عورت كا سارا خاندان كافر ہے، خاوند اور بيوى جس معاشرہ كے افراد ہيں جب اس معاشرہ كے لوگوں كو ان حالات كا علم ہو جائے تو كيا انہيں اس كى ديكھ بھال كرنے سے يہ عذر پيش كرتے ہوئے انكار كرنا جائز ہے كہ ہم كچھ نہيں كر سكتے كيونكہ ہم ايك كفريہ معاشرہ ميں زندگى بسر كر رہے ہيں ؟
ميں نے ايسے ماحول كے بارہ ميں بھى سنا ہے كہ اگر كوئى مسلمان معاصى و گناہ كا مستقل ارتكاب كرتا ہے تو وہاں كے لوگ اسے اس معاشرے سے نكال ديتے ہيں، كيا يہ امت كى ذمہ دارى نہيں كہ جب كوئى شخص گناہ كا مرتكب ٹھرے يا پھر اپنے بيوى بچوں ظلم كرے تو امت كے افراد اسے اس كى ذمہ دارى پورى كرنے كا كہيں ؟
اس سلسلہ ميں كيا تدبير اختيار كرنى چاہيے اور اس مسئلہ كو حل كرنے كے ليے كيا جائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

افسوس ہے كہ مسلمانوں ميں كچھ ايسے افراد بھى پائے جاتے ہيں جو اسلامى آداب و اخلاق كا خيال نہيں كرتے، اور اس پر بھى افسوس ہے كہ يہ لوگ كفريہ ممالك ميں بستے ہيں ہو ان كى يہ زيادتى بڑھ كر دين اسلام پر زيادتى كے مترادف ہو جاتى ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى ان فوت شدہ مسلمان تاجروں پر رحم فرمائے جنہوں نے اپنے اخلاق عاليہ سے كئى امتيں دين اسلام ميں داخل كيں، يہ لوگ ايسے نمونے اور آئيڈيل بن گئے جن پر تاريخ اسلام ميں فخر كر جاتا رہےگا.

آج کل کفریہ ممالك میں مسلمانوں کی تعداد کتنی زیادہ ہے، اگر ان میں سے ہر شخص دین اسلام کی تعلیمات اور آداب و اخلاق پر صحیح عمل کرتا، اور یہ مسلمان شخص کے لیے تقوی و پرہیزگاری میں نمونہ بن کر دکھاتا تو آپ زمین میں بہت بڑی اور عظیم تبدیلی دیکھتے.

کفریہ ممالك میں بسنے والے مسلمانوں میں سے اگر ہر ایك مسلمان شخص صرف ہر سال میں ایك شخص کو ہی دین اسلام میں داخل کرتا تو آپ زمین میں اس کا وہ اثر دیکھتے جو ادیان کی تاریخ میں اب تك سننے میں نہیں آیا.

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسا کہاں ہو سکتا ہے کیونکہ یہ لوگ تو نظریاتی طور پر بھی دین اسلام کی تعلیمات سے جاہل ہیں، اور اگر ان میں سے کسی شخص کو دین اسلام کی تعلیمات کا علم بھی ہے تو وہ ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتا، مگر جس پر اللہ سبحانہ و تعالی کا رحم و فضل ہے وہ عمل پیرا ہے.

چاہیے تو یہ تھا کہ یہ مسلمان خاوند دین اسلام کے عالی اخلاق کا مالك ہوتا، اور اس کے نتیجہ میں اس کی بیوی اور بیوی کا سارا خاندان دین اسلام میں داخل ہو جاتا، لیکن اس کے بدلے میں یہ خاوند تو ایسے اخلاق کا مالك ہے کہ اس کے اخلاق اور سلوك کی بنا پر بہت سارے دین اسلام سے ہی نفرت کرنے لگے ہیں.

اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ تو طلاق دینے کی نیت سے شادی کرتے ہیں کہ جب اس کا جی بھر جائے اور تعلیم ختم ہو جائے تو وہ بیوی کو پھینك دیتا ہے.

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو شہریت کے حصول اور تعلیم کا ویزہ حاصل کرنے کے لیے شادی کرتے ہیں، جب ان کا یہ کام ہو جاتا ہے تو بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں.

اور ایسے افراد کا اپنی بیویوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اس کے بارہ میں آپ جو بات کریں اس میں کوئی حرج نہیں کاش یہ خاوند و نیك و صالح ہوتا، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس پر جو ذمہ داری عائد کی ہے وہ فرائض ادا کرتا، اور دین اسلام کے اخلاق عالیہ کو اختیار کرتا تو اس کے لیے دنیا و آخرت میں بہتر تھا.

دوم:

بیوی کے اپنے خاوند پر جو حقوق ہیں ان میں سب سے عظیم حق بیوی کا نان و نفقہ ہے اسی کی بنا پر مرد کو حاکم بنایا گیا ہے اور وہ نان و نفقہ کی بنا پر ہے اس کا مستحق ٹھرا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر حاكم ہيں اس وجہ سے كہ اللہ تعالى نے ايك كو دوسرے پر فضيلت دى ہے، اور اس وجہ سے كہ مردوں نے اپنے مال خرچ كيے ہيں النساء (34).

امام طبرى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" الرجال قوامون على النساء " يعنى: مرد اپنى بيويوں كو ادب سكھانے اور اللہ نے عورتوں پر اللہ اور خاوندوں كے ليےجو واجب كيا ہے اس كى ادائيگى ميں ان كا مؤاخذہ كرنے كے اہل ہيں.

" بما فضل اللہ بعضہم على بعض "

يعنى: مردوں كو اللہ تعالى نے جو ان كى بيويوں پر فضيلت دى ہے كہ وہ بيويوں كو ان كے مہر ديں، اور اپنے اموال سے ان كا نان و نفقہ ادا كريں، اور ان كى ضروريات پورى كريں، اللہ سبحانہ و تعالى نے اس وجہ سے مردوں كو عورتوں پر فضيلت دى ہے.

اور اسى ليے وہ ان كے نگران اور حاكم ٹھرے ہيں، كہ اللہ سبحانہ و تعالى نے ان عورتوں كے جو امور مردوں كے ذمہ لگائے ہيں وہ اس كو نافذ كرتے ہيں.

ديكھيں: تفسير طبرى (8 / 290).

معاويہ قشيرى رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ ميں نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے عرض كيا:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ہم ميں سے كسى ايك كى بيوى كا اس پر كي حق ہے ؟

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم خود كھاؤ تو بيوى كو بھى كھلاؤ، اور جب تم پہنو تو بيوى كو بھى پہناؤ، اور بيوى كے چہرے پر مت مارو اور نہ ہى اسى قبيح اور بدصورت كہو، اور گھر كے علاوہ اس سے كہيں بھى بائيكاٹ مت كرو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1850) علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

ابن رشد قرطبى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" علماء اس پر متفق ہیں کہ بیوی کے خاوند پر حقوق میں میں بیوی کا نان و نفقہ اور لباس شامل ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جس کا بچہ ہے اس پر ان (بچے کی ماں) کا خرچ اور لباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ .

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اور تم پر ان عورتوں کا نان و نفقہ اور لباس اچھے طریقہ سے ہے "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہند رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا تھا:

" تم اچھے طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچے کے لیے کافی ہو "

نان و نفقہ واجب ہونے پر سب متفق ہیں.

دیکھیں: بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتصد (2 / 44).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" رجعی یا بائن طلاق والی حاملہ عورت کا وضع حمل تك اس کے خاوند کے ذمہ نان و نفقہ واجب ہے، کیونکہ اس پر فقھاء کرام کا اتفاق ہے؛ اس لیے کہ فرمان باری تعالی ہے:

اور اگر وہ (عورتیں) حمل والیاں ہوں تو وضع حمل تك ان پر خرچ کرو . انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (16 / 274).

حاملہ عورت کا نان و نفقہ اس کے خاوند کے ذمہ یقینی طور پر واجب ہے، چاہے بیوی کو طلاق بھی دے دی ہو! تو پھر اگر بیوی کو طلاق نہ دی ہو تو یہ نفقہ تو اور بھی یقینی واجب ہوگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو تم ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں . الطلاق (6)

حتی کہ اگر خاوند بیوی کے حقوق سے بری بھی ہو چکا ہو اور پھر بیوی کا حمل واضح ہو جائے تو پھر اس کا نان و نفقہ اس برات میں شامل نہیں ہوگا بلکہ اسے ادا کرنا ہوگا.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ایك شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور حمل کا علم ہونے سے قبل اس کے سارے حقوق بھی ادا کر دیے لیکن جب بیوی کا حمل واضح ہوا تو بیوی نے حمل کا نان و نفقہ طلب کیا تو کیا بیوی کو ایسا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اگر معاملہ ایسا ہی ہے جیسا سوال میں بیان کیا گیا ہے تو حمل حقوق سے بری الذمہ ہونے میں شامل نہیں ہوگا، بلکہ بیوی کو حمل کی حالت میں نان و نفقہ طلب کرنے کا حق حاصل ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 361).

اس بنا پر بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے اپنا اور حمل کا خرچ حاصل کرے، اور خاوند کے اخراجات نہ دینے کی صورت میں جو کچھ وہ اپنے اوپر خرچ کر رہی ہے وہ خاوند کے ذمہ قرض ہوگا، اور جس کے ہاتھ میں اس شخص کا معاملہ ہے اسے چاہیے کہ بیوی نے جو کچھ خرچ کیا اور جو خرچ ہو گا خاوند کو مجبور کیا جائے کہ وہ بیوی کے سارے اخراجات کی ادائیگی کرے.

اور اس خاوند کا مال جس شخص کے ہاتھ آئے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خاوند کی اجازت اور اختیار کے بغیر بھی بیوی کے اخراجات لے لے؛ کیونکہ اس کے مال میں یہ بیوی کا حق ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مال سے خاوند کے علم کے بغیر اپنے اور بچوں کے اخراجات کے لیے رقم لے سکتی ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایك بخیل شخص ہے، اور مجھے اور میری اولاد کے لیے کافی خرچ نہیں دیتا، میں اس کی لاعلمی میں مال لے کر ہی اپنا خرچ پورا کرتی ہوں.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم اچھے طریقہ سے اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کے لیے کافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5049) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

سوم:

اس خاوند کے بارہ میں یہ علم نہیں ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں چھوڑا ہے، اور اس کا سبب کیا ہے، مشروع اور جائز تو یہ ہے کہ اگر بیوی کسی معصیت کی مرتکب ہو یا پھر کوئی واجب ترک کرے، یا پھر خاوند کی نافرمان ہو تو اسے وعظ و نصیحت کی جائیگی اور اگر یہ فائدہ مند نہ ہو تو پھر اسے چھوڑا جائیگا یعنی اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی تا کہ وہ معصیت و نافرمانی سے باز آ جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، یقینا اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے النساء (34).

اور کچھ علماء کرام کی رائے ہے کہ بیوی کو گھر سے نہیں نکالا جائیگا بلکہ گھر میں ہی رکھ کر اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی، اس کی دلیل معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث اوپر بیان ہو چکی ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھر سے نکل کر بیویوں سے علیحدگی اختیار کی تھی، اور یہ مختلف ہو سکتا ہے جیسا خاوند دیکھے کہ بیوی پر اس کا خود گھر سے جانا اثرانداز ہو سکتا ہے یا کہ گھر میں ہی رہتے ہوئے بستر میں علیحدگی اختیار کرنا.

اس مسئلہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اختلاف نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

" حق یہ ہے کہ یہ چیز حالات کے اختلاف سے مختلف ہو گی، بعض اوقات گھروں میں ہی بیوی سے علیحدہ رہنا گھر سے باہر جانے کی بجائے زیادہ اثرا انداز ہو سکتا ہے، اور بعض اوقات اس کے برعکس ہو سکتا ہے.

بلكہ غالب طور پر تو گھر سے باہر جانا اور بیوی كو گھر میں ہی چھوڑ دینا دلوں پر زیادہ اثرانداز ہوتا ہے، اور خاص كر عورتوں كے دل تو بہت كمزور ہوتے ہیں اس سے خاوند انہیں چھوڑ كر گھر سے جائے تو بہت زیادہ اثر پڑتا ہے.

دیكھیں: فتح الباری (9 / 301).

ان سب حالات میں جبكہ بیوی اپنے آپ كو خاوند كے سپرد كیے ہوئے ہے تو اس كا نان و نفقہ خاوند كے ذمہ ہے یہ منقطع نہیں ہوگا، لیكن اگر بیوی نافرمانی كرتے ہوئے گھر سے نكل جائے تو پھر اس حالت میں وہ نان و نفقہ كی مستحق نہیں ہوگی.

لیكن اگر وہ حاملہ ہے تو پھر بچے كے اخراجات اس كے باپ كے ذمہ ہونگے، چاہے بیوی نافرمان ہی ہو؛ كیونكہ حاملہ عورت كا نان و نفقہ اس كے حمل كے لیے نہ كہ عورت كے لیے، مالكی حضرات كا قول اور شافعیہ كا بھی ایك قول یہی ہے، اور امام احمد سے ایك روایت ہے.

دیكھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (16 / 274).

دیكھیں ہم نے سب لوگوں كے لیے بیان كر دیا ہے كہ شریعت اسلامیہ نے بیوی كے حقوق كی كفالت كی ہے، اور اس كے خاوند كو حكم دیا ہے كہ وہ اپنی بیوی كے ساتھ حسن معاشرت اختیار كرے، اور اگر بیوی كسی واجب میں كوتاہی كرے، یا پھر معصیت و نافرمانی كرے تو پھر خاوند اسے چھوڑنے اور اس سے بائیكاٹ كرنے سے قبل وعظ و نصیحت كریگا.

اور اگر وہ اس سے بائیكاٹ بھی كرتا ہے تو بیوی كا نان و نفقہ ادا كریگا اس كے لیے نان و نفقہ ختم كرنا حلال نہیں، لیكن اگر بیوی نافرمان ہو اور وہ خاوند كے گھر سے نكل جائے تو پھر نان و نفقہ نہیں ہوگا.

اور اگر بیوی حاملہ ہو اور وہ بیت زوجیت میں ہی ہو تو اس كا نان و نفقہ یقینی ہوگا، اور اگر وہ نافرمان ہونے كی وجہ سے خاوند كے گھر میں نہیں تو بھی حمل كا نان و نفقہ منقطع نہیں ہوگا.

جو شخص استطاعت اور قدرت ركھتا ہے وہ اس عورت كے خاوند سے بات چیت كرے اور اسے نصیحت كرے كہ وہ اس سلسلہ میں كوتاہی سے كام مت لے، اور خاوند سے مطالبہ كرے كہ یا تو بیوی كو اچھے طریقہ سے اپنے پاس ركھے، یا پھر اسے اچھے طریقہ سے چھوڑ دے، اس كے لیے بیوی كو معلق كر كے چھوڑنا جائز نہیں، كہ بیوی كو نہ تو شادی شدہ رہنے دے اور نہ ہی وہ مطلقہ ہو.

اس كے مال میں بیوی كا نان و نفقہ واجب ہے، اور اگر اس سے جبرا مال لے كر بیوی كو نفقہ اور اخراجات كے مطابق دیا جائے تو جائز ہے، اور جب سے خاوند نے بیوی كو چھوڑ ركھا ہے اس وقت سے بیوی نے جو اخراجات كیے ہیں وہ سارے خاوند سے لیے جائیں، اور اس كے بعد اس كا نان و نفقہ مستقل طور پر لازم ہوگا.

كسی ایسے شخص كے لیے حلال نہیں جو امور كو حل كرنے اور سنبھالنے كی استطاعت ركھتا ہو وہ اس بیوی كو ویسے ہی چھوڑ دے اور اس كا خیال نہ كرے، اور خاص كر جب یہ بیوی كفار خاندان سے تعلق ركھتی ہے اس لیے یہ بات حتمی ثابت ہو جاتی ہے كہ اس كے ارد گرد رہنے والے مسلمانوں كا اس كا زیادہ خیال ركھنا ہوگا، تا كہ اس عورت كے دین كی حفاظت ہو، اور مظلوم كی مدد و نصرت ہو سكے.

معاشرے كے افراد كا كسی مظلوم شخص كی داد رسی كرنا، اور محتاج كی ضرورت پوری كرنا، اور لاچار و مضطر كی شكایت سننا، اس كا پورا بدلہ نہیں ہے، اگر وہ اس كا اہتمام كریں تو بہت اچھا ہے، لیكن اگر وہ ایسا نہیں كرتے تو پھر ملامت كے مستحق نہیں ہونگے؛ بلكہ یہ چیز تو انسان كے اسلام كی حقیقت ہے، اور دین اسلام میں ایك سلیم معاشرے كا رنگ ہے.

رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" آپ مومنوں میں آپس میں رحمدلی اور محبت و مودت اور عاطفت میں ایك جسم كی طرح دیكھیں گے، جب جسم كا كوئی ایك حصہ تكلیف محسوس كرے تو سارا جسم ہی تكلیف اور بخار كا شكار ہو جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6011) صحیح مسلم حدیث نمبر (2586).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ كہتے ہي: ظاہر یہی ہوتا ہے كہ آپس میں محبت و مودت اور نرمی و عاطفت اگرچہ یہ سب آپس میں قریب المعنی ہیں، لیكن ان میں ایك لطیف باریك سا فرق ہے، تراحم سے مراد یہ ہے كہ اخوت ایمانی كی بنا پر وہ آپس میں ایك دوسرے كے ساتھ رحمدلی كرتے ہیں، كسی اور سبب كی بنا پر نہیں.

رہی آپس میں محبت و مودت تو اس سے مراد یہ ہے كہ ایسے كام كیے جائیں جو مبحت و مودت پیدا كریں یعنی تحفہ تحائف دیے جائیں، اور ایك دوسرے سے ملاقات كریں، اور ہدیہ وغیرہ دیں.

اور رہی عاطفت و نرمی تو اس سے مراد یہ ہے كہ ایك دوسرے كی معاونت كی جائے، جس طرح اس پر كپڑا معاونت

كرتا ہے تا كہ اس ميں قوت پيدا ہو " اھ مختصرا.

قولہ: " كمثل الجسد " يعنى ايك جسم كى مانند جس طرح جسم كے سارے اعضاء مل كر ايك جسم بنتا ہے، اور اس ميں تشبيہ اس طرح ہے كہ سارا جسم تھكاوٹ اور راحت ميں موافق ہوتا ہے.

ابن ابى جمرہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايمان كو جسم اور اہل ايمان كو جسم كے اعضاء كے ساتھ تشبيہ دى ہے، كيونكہ ايمان اصل ہے اور تكليفات اس كى فروعات ہيں، اس ليے جب كوئى شخص فروعات ميں خلل پيدا كرے تو اس سے اصل بھى متاثر ہوگا.

اسى طرح جسم اصل ہے جس طرح كہ ايك درخت ہوتا ہے اور جسم كے اعضاء درخت كى ٹہنيوں كى طرح ہيں، لہذا جب كوئى بھى عضو تكليف محسوس كرے تو درخت كى طرح سارے اعضاء تكليف محسوس كرتے ہيں، بالكل ايسے ہى جيسے كسى ايك ٹہنى كو ضرب لگائى جائے تو سارى ٹہنياں حركت كرنے لگتى ہيں " انتہى

ماخوذ از: فتح البارى.

يقينا فقير و مسكين اور ضرورتمند عيالدارى كرنا اور اس كى ضرورت پورى كرنا مسلمان كے مال ميں ايك اساسى حصہ شمار ہوتا ہے، اور جس معاشرے ميں يہ ضرورتمند اور فقير رہتا ہے اس پر فرض و واجب ہے كہ اس كى ضرورت پورى كرے.

اللہ سبحانہ و تعالى نے مومنوں كى مدح سرائى كرتے ہوئے ان كى صفات بيان كرتے ہوئے فرمايا ہے:

اور ان كے اموال ميں سوال كرنے اور محروم اشخاص كے ليے ايك معلوم حق ہے .

اور رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" وہ شخص مومن نہيں ہے جو خود تو پيٹ بھر كر كھائے اور اس كا پڑوسى بھوكا ہو "

اسے امام بخارى نے الادب المفرد (112) ميں روايت كيا اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح قرار ديا ہے.

لہذا اللہ سبحانہ و تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ اس خاوند كى اصلاح فرمائے اور اسے اپنے گھر كى اصلاح كرنے

کی توفیق دے، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس بہن کو جس آزمائش میں ڈالا ہے وہ اس پر صبر کرے، اور اگر وہ صبر و تحمل سے کام لیتی ہے تو اسے اجروثواب کے حصول پر خوش ہو جانا چاہیے، کہ وہ اپنی مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہوئے اجروثواب کی نیت کرے گی تو اللہ تعالی اسے اجروثواب عطا فرمائیگا.

اس بہن کو اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ اسے اس مشکل اور تنگی سے نکالے، اور اس کے لیے وہ کچھ اختیار فرمائے جو اس کے دین و دنیا کے لیے بہتر ہو.

واللہ اعلم .